کچھ شیخ ابن عربیؒ کے بارے میں

آپؒ کا نام محی الدین محمد ہے۔ والد، علی بن محمد العربی الطّائی الحاتمی ہیں اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ابن العربی اور شیخ الاکبر کے ناموں سے مشہور ہوئے اور برصغیر میں بالعموم "ابن عربی" کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اندلس (اسپین) کے شہر مریسیہ میں ۱۷رمضان ۵۶۰ھ (۱۸جولائی ۱۱۶۵ء) کو تولد ہوئے۔ آپؒ کا تعلق عرب اور ہسپانوی امتزاج کے ایک معزز خاندان سے تھا۔ آپؒ کے والد ایک آرمی آفیسر تھے۔ الطائی الحاتمی کی نسبت سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کا تعلق عرب کے قبیلے 'طے' سے تھا جس میں مشہور سخی اور مخیر حکمران "حاتم طائی" گزرے ہیں۔

آپؒ تقریباً آٹھ سال کے تھے کہ آپؒ کا خاندان مریسیہ سے اسپین کے جنوبی شہر سویلے منتقل ہو گیا، جو اُن دنوں علم و ادب کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یہیں آپؒ نے جیّد علما سے قرآن، حدیث، سیرت اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی۔ ابن عربیؒ ابھی صرف سولہ برس کے تھے کہ طبیعت نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کی خواہش کی۔ یہ ابتدا بالآخر آپ کو ایک بڑے صوفی کے درجے تک پہنچانے پر منتج ہوئی۔ تاہم آپؒ نے مختلف ممالک کا ایک طویل سفر بھی کیا۔ شمالی افریقہ کے مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے پہلے مصر پہنچے اور پھر آپؒ نے ترکی اور عراق کے دورے کیے۔ آپؒ کے سفر میں مکۃ المکرمہ بھی شامل رہا۔ یہاں آپؒ نے تقریباً تین سال (۱۲۰۲ء سے ۱۲۰۵ء) تک قیام بھی کیا۔ آپؒ کی ازدواجی زندگی کا آغاز بھی شہر مکہ سے ہوا۔ دمشق پہنچے تو آپؒ نے یہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

ابن عربیؒ ملت اسلامیہ کی ایسی غیر معمولی شخصیت ہیں کہ جن کے بارے میں عام طور پر متضاد رائے پائی جاتی ہے۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو آپؒ کو ولیِ کامل، قطبِ زماں اور علم باطنی میں مکمل سند خیال کرتا ہے اور آپؒ کو بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ آپؒ کے مداحوں میں بے شمار جلیل القدر علما شامل ہیں جنھوں نے آپؒ کے عقائد کی حمایت میں کتابیں بھی لکھیں۔ ان میں آپؒ کے ہم عصر فخر الدین الرازیؒ (۱۱۴۹ء - ۱۲۰۹ء)

اور بعد کے جلال الدین السیوطیؒ (۱۴۴۵ء۔ ۱۵۰۵ء) کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ آپؒ سے متفق علما طریقِ تصوف میں نئے قدم رکھنے والوں کو ابن عربیؒ کے فلسفے کے مطالعے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ دوسری طرف بعض علما ایسے بھی ہیں جو انھیں بالکل ہی ملحد (یعنی بے دین) قرار دیتے ہیں اور اپنے پیروؤں کو ان کی تصنیفات پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ آپؒ کی تنقید کرنے والوں میں ابن تیمیہؒ (۱۲۶۳ء۔ ۱۳۲۸ء) اور شمس الدین الذہبیؒ (۱۲۷۴ء۔ ۱۳۵۲ء) کے نام نمایاں ہیں۔ آج بھی ابن عربیؒ کے بارے میں علما کے درمیان اسی قسم کا متضاد رویّہ پایا جاتا ہے۔

شیخ ابن عربیؒ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ کئی جلدوں پر مشتمل بڑی تصانیف اور اوسط حجم کی کتابوں کے علاوہ مختلف موضوعات پر لکھے گئے چھوٹے بڑے رسالوں کو ملائیں تو ان کی تصانیف کی تعداد کئی سو بنتی ہے۔ یوں تو آپؒ کی تصنیفات اُس دور کے تمام علوم اسلامی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، لیکن اکثر کا موضوع تصوف ہے۔ تاہم آپؒ نے حدیث، تفسیر، سیرۃ النبیؐ، صوفیانہ شاعری اور مختلف علوم طبیعی پر بھی قلم اُٹھایا ہے۔۔۔عقلہ المستوفرہ، عقیدہ مختصرہ، عنقائے مغرّب، قصیدہ البلادرات العینیہ، القول النفیس، کتاب تاج الرسائل، کتاب الثمانیہ والثلاثین وھو کتاب الازل، کتاب الجلالہ، کتاب ما اتی بہ الوارد، کتاب النقبا، کتاب الیاد ھو کتاب الھود، مجموعہ رسائل ابن العربی، مراتب الوجود اور مواقع النجوم آپؒ کی مشہور تصانیف میں سے ہیں۔ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر بھی آپؒ کے اہم کام ہیں۔ آپؒ کی کتاب نقش النصوص کی شرح، مولانا جامیؒ نے کی ہے۔ فتوحات مکیہ چار بڑی جلدوں میں ہے جو ابن عربیؒ کی ۳۰ سال کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اسے علم تصوف کا انسائی کلوپیڈیا کہا جاتا ہے۔ آپؒ کی اس تحریر کا قلمی نسخہ اناطولیہ، ترکی کے شہر قونیہ کی لائبریری میں موجود ہے۔

تصوف کے موضوع پر آپؒ کی معرکتہ الآرا تصنیف "فُصوص الحکم" بھی ہے جس پر کئی شارحین نے کام کیا ہے۔ مویّدالدین بن محمود الجندیؒ، صدرالدین القونویؒ، داؤد بن محمود الرومی القیصریؒ، نورالدین عبدالرحمان جامیؒ، عبدالغنی النابلسیؒ اور الکاشانیؒ نے عربی زبان میں اس کتاب کی شروح لکھی ہیں۔ اس کتاب کے فارسی زبان کے شارحین میں نعمت اللہ شاہ ولیؒ اور مولوی احمد حسینؒ کانپوری کے نام سامنے آتے ہیں۔ فصوص الحکم کا پہلا اردو ترجمہ عبدالقادر دوستیؒ (حیدرآباد دکن، سنہ ۱۸۸۹ء) نے کیا۔ ان کے بعد اس کا اعادہ مولوی سید مبارک علیؒ (لکھنو، سنہ ۱۹۰۳ء) نے بھی کیا ہے۔

اوپر بیان کیے گئے شارحین میں سے شیخ مویّدالدین بن محمود الجندیؒ، شیخ صدرالدین القونویؒ، آپؒ کے ہم عصر ہیں۔ ان کے علاوہ نامور شیوخ، شہاب الدین عمرؒ الصدیقی السہروردی، اوحدالدینؒ الکرمانی، عمر بن فارضؒ البکری، فخرالدینؒ اور جلال الدین صدیقی رومیؒ بھی آپؒ کے ہم عصروں میں سے ہیں۔

وہ بنیادی اصول جس پر ابن عربیؒ کے سارے صوفیانہ فلسفے کا دارومدار ہے وہ "عقیدۂ وحدت الوجود" (یعنی تمام موجودات کو صرف اعتباری اور فرضی ماننا) ہے۔اِس کی رُو سے تمام عالم اشیاءُ اُس حقیقت کا محض ایک سایہ ہے جو اس کے پیچھے مخفی ہے،یعنی اُس وجودِ حقیقی کا جوہر اس شئےکی آخری بنیاد ہے۔الآن کما کان ہے یعنی جو تھی، ہے اور آئندہ ہو گی۔ اِس عقیدہ کا اظہار آپؒ اپنی کتاب (فتوحات، ۲:۶۰۴) میں یوں رقم کرتے ہیں "۔۔۔ بزرگ وبرتر ہے وہ ذات جس نے سب اشیا کو پیدا کیا اور جو خود اس کا جوہر اصلی ہے۔۔۔"۔

ابن عربیؒ کے فلسفۂ تصوف کی جڑیں اسلامی تصوف اور الحیات کی تاریخ میں گہری چلی گئی ہیں۔ بحیثیتِ مجموعی آپؒ کا نظام فکر آپؒ کا اپنا ہی رہتا ہے، مگر آپؒ کا پاؤں ہر خیمے میں نظر آتا ہے اور آپؒ اپنا مواد ہر ممکن ماخذ سے مستعار لیتے ہیں۔ اسلام کے فلسفۂ توحید، یعنی باری تعالیٰ کی وحدتِ مطلق کے بارے میں ابنِ عربیؒ نے ہمیشہ یہ تشریح کی ہے کہ، اس سے مراد وجودِ کل کی وحدتِ مطلق ہے۔

ابن عربیؒ پہلے مسلمان مفکر ہیں جنھوں نے "حقیقتِ الٰہی" اور "انسانِ کامل" کے بارے میں ایک مکمل نظریہ پیش کیا۔ فصوص الحکم کا مرکزی موضوع بھی یہی ہے۔ حقیقتِ الٰہی، کائنات میں ایک معقول اور زندہ اصل ہے، یعنی حق تعالیٰ تمام اشیا میں جلوہ گر ہے۔ اسے ابنِ عربیؒ 'حقیقت الحقائق' کا نام دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ حقیقت کا استعمال مجاز کے مقابل ہوتا ہے۔ ہر شئے میں حقیقت سے مراد "باطن" اور مجاز سے مراد "ظاہر" ہوا کرتی ہے، مثلاً عالم شہادت مجاز ہے جس کے مقابلہ میں عالم مثال حقیقت ہے۔۔ اور عالم مثال مجاز ہے جس کے مقابلہ میں عالم ارواح حقیقت ہے۔۔ اور عالم ارواح مجاز ہے جس کے مقابلہ میں عالم اعیان حقیقت ہے۔۔ اور عالم اعیان مجاز ہے جس کے مقابلہ میں علم حقیقت ہے۔۔ اور علم مجاز ہے جس کے مقابلے میں ذات، حقیقت ہے۔۔ اور چوں کہ ذات مبدع ہے ہر چیز کا، لہٰذا وہ 'حقیقت الحقائق' ہے۔۔۔ اسی طرح انسانِ کامل کے بارے میں ابنِ عربیؒ کا خیال ہے کہ وجود کے تمام مراتب میں انسان، اکمل ہے اور جملہ افرادِ انسانی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اکمل اور ارفع ہیں اور حق تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں۔ پس آپؐ ہی "انسانِ کامل" ہیں اور آپؐ ہی اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ برحق ہیں۔ دوسروں کو یہ مرتبہ آپؐ ہی کی برکت اور آپؐ ہی کی پیروی ومتابعت اور آپؐ ہی کی محبت سے ظلّی طور پر حاصل ہوتا ہے۔

ابن عربیؒ کو دنیا بھر میں ایک بڑے مسلم فلاسفر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کیوں کہ آپ نے نہ صرف فلسفۂ تصوف پر بے مثال کام کیا ہے بلکہ مختلف النوع علوم پر جن میں علوم اسلامی کے علاوہ علوم طبیعی، علم ترکیب کائنات، علم ہیئت اور علوم مخفیہ پر بھی قلم اٹھایا ہے۔

Siddiqui Publications

تزکیۂ باطن کے سلسلے میں شیخؒ کی راہِ طریقت کا نام، طریقۂ اکبریہ ہے۔ جو سید المرسلین، حبیب رب العالمین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر پندرہ واسطوں، حضرت علی ابن ابی طالبؓ، حضرت الحسن البصریؒ، حضرت ابو محمد الحبیبؒ العجمی، حضرت داؤدؒ الطائی، حضرت معروف الکرخیؒ، حضرت السّری السقطیؒ، حضرت جنید البغدادیؒ، حضرت ابو بکر محمد بن خلف الشبلیؒ، حضرت عبد العزیزؒ بن الحارث التمیمی، حضرت عبد الواحدؒ بن عبد العزیز التمیمی، حضرت ابو الفرح محمد بن عبد اللہؒ الطرطوسی، حضرت علیؒ بن احمد الہسکاری، حضرت ابو سید المبارکؒ بن علی المخرمی المخزومی، حضرت عبد القادر الگیلانیؒ اور حضرت ابو السعودؒ ابن الشبلی سے ہوتا ہوا آپ تک پہنچتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ء (۱۰ نومبر ۱۲۴۰ء) کو اس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کی طرف توجہ کی۔ آپؒ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۷۵ برس تھی۔ آپؒ شام کے شہر دمشق میں مدفون ہیں۔

شیخ ابن عربیؒ کی ہمہ جہت علمی کاوشوں سے نہ صرف اسلامی دنیا میں بلکہ دنیا بھر میں فلسفۂ تصوف کا ایک گہرا اثر قائم ہوا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ان کی دی گئی تعلیمات کا وہ اعلیٰ کردار ہے جو انھیں یونانی فلسفے سے مختلف کرتا ہے۔ ان کے دیے گئے پیغامات کو اس کے درست مفہوم کے ساتھ سمجھنے کی سخت ضرورت ہے۔ ان کی تعلیمات کو ان کے صحیح معنوں میں پڑھا جائے تو بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے بعد حق تعالیٰ کی حقیقت بالکل مختلف دکھائی دینے لگتی ہے۔ ان کی تحریروں کو صرف شاندار روحانی بیانات نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ان کے دیے گئے سبق پر بھی دھیان دینا چاہیے جس میں وہ اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ انسان خلقتِ جامع و مظہر تام ہے اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے لہٰذا اس کو صحیح طور پر انسان بن کر رہنا چاہیے۔ ان کا ایک پیغام یہ بھی ہے کہ بندے کو اپنی مرضی بھول کر خدا کی مرضی کو مقدم کرنا چاہیے۔ وہ یہ بھی درس دیتے ہیں کہ اسلام محبت پھیلانے والا ایک دین ہے۔ فتوحات مکیہ میں آپ ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ: حق تعالیٰ نے ایک بار میرے دل پر یہ وارد کیا اور فرمایا کہ "تم نے میرے بندوں کو میری رحمت کے بارے میں بتایا ہے تو پھر ان سے یہ بھی پوچھو کہ وہ میری رحمت سے کیوں مایوس ہیں جب کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے"۔

Siddiqui Publications